فخری سولاک

قازق معاشرے کا نسلی ڈھانچہ

سوویت یونین کے انہدام کے بعد آزادی کی نعمت سے سرفراز ہونے والی وسط ایشیائی ریاستوں کے معاشرے ایسے موزایک کی شکل میں سامنے آئے ہیں جن کی ہئیت ترکیبی میں یہاں کے اصل باشندوں کے علاوہ متعدّد ایشیائی اور یورپی اقوام اور نسلی گروہوں کو اہم مقام حاصل ہے۔ مخلوط معاشرے جہاں ثقافتی تنوّع کے مثبت رجحانات کے علمبردار ہوتے ہیں۔ وہیں یہ، معاشی مساوات کے فقدان اور مذہبی اقدار کے ٹکراؤ کے حالات میں، نسلی کشیدگی اور علاقائی تنازعات کے منفی رجحانات کو بھی جنم دیتے ہیں۔ نسلی تنوّع کے لحاظ سے وسطی ایشیا کی نوآزاد ریاستوں میں قازقستان کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ یہاں ایک عجیب و غریب صورتِ حال یہ ہے کہ ملک کے اصل باشندے اپنے ہی ملک میں اقلیّت بنا دیے گئے ہیں۔ قازقستان کی دوسری نمایاں خصوصیّت یہ ہے۔ کہ یہاں کی آبادی ایک سو سے زائد نسلی قومیتوں پر مشتمل ہے۔ ۱۹۹۳ء کی مردم شماری کے مطابق ملک کی کل آبادی ایک کروڑ انسٹھ لاکھ پچاسی ہزار سات سو [۱۶،۹۸۵،۷۰۰] ہے، جس میں قازقوں کا تناسب ۴۳٫۲ فیصد ہے۔ قازقستان کی دوسری بڑی قومیّت روسی ہیں جو ملک کی مجموعی آبادی کا ۳۶٫۴ فیصد ہیں۔

رقبہ کے لحاظ سے سابق سوویت ریاستوں میں رشین فیڈریشن کے بعد قازقستان دوسری بڑی ریاست تھی۔ اس کا رقبہ ۲۷ لاکھ ۱۷ ہزار ۳ سو مربع کلومیٹر ہے، جو سابق سوویت یونین کے کل رقبے کا ۱۳ فیصد بنتا تھا۔ ۱۹۹۳ء کی مردم شماری کے مطابق ملک کی ۵۷٫۲ فیصد آبادی شہروں میں رہائش پذیر ہے اور باقی ۴۲٫۸ فیصد دیہاتوں میں آباد ہے۔

۱۹۲۶ء میں قازقستان کی کل آبادی ۶۰ لاکھ تھی۔ جو ۱۹۶۰ء میں بڑھ کر ایک کروڑ ہو گئی جبکہ ۱۹۷۰ء میں مزید بڑھ کر ایک کروڑ بیس لاکھ ہو گئی۔ قازقستان کی آبادی سے متعلق اعداد و شمار کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۹۷۰ء میں قازقستان کی دیہی اور شہری آبادی کا تناسب تقریباً برابر تھا۔ انہی اعداد و شمار سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ۱۹۲۶ء سے لے کر ۱۹۳۹ء تک کے تیرہ سالوں میں اگرچہ

فخری سولاک جامعہ استانبول کے کلیہ سیاسی علوم میں استاد ہیں۔

ریاست کی آبادی میں کوئی اضافہ نہیں ہوا تاہم اِس دوران قازق آبادی کی مجموعی تعداد میں خاصی کمی واقع ہو گئی۔

۱۹۲۶ء میں قازقستان کی قازق آبادی ۷ء۳ لاکھ تھی اور ریاست کی مجموعی آبادی میں اِس کا تناسب ۱ء۵۷ فیصد تھا۔ جبکہ ۱۹۳۹ء میں قازق آبادی کم ہو کر ۲۳ لاکھ رہ گئی، اور یوں کل آبادی میں اِس کا تناسب ۹ء۳۷ فیصد رہ گیا۔

۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۹ء تک کے تیرہ سالوں میں ریاست کے اصل باشندوں کی تعداد میں اس زبردست کمی کی وجہ ۱۹۳۰ء میں سوویت حکام کی طرف سے اشتراکی نظام کا نفاذ تھا۔ قازق لوگوں کے مویشیوں کے ریوڑوں کو جب قومیانے کا اعلان کیا گیا تو اکثر قازق قبائل اپنے ریوڑوں کو بچانے کے لیے نقلِ مکانی اور ہجرت پر مجبور ہوئے۔ حکام کے خوف سے اس بے ہنگم اور بے ترتیب نقلِ مکانی کے دوران ایک ایسا مرحلہ آیا کہ جانور بھوک اور پیاس سے مرنے لگے۔ اور جب جانور اور مویشی ہلاک ہو کر ختم ہو گئے تو اب اِن کے مالکوں کی باری آئی۔ قازق قبائل اور خاص کر خانہ بدوش دیہاتیوں کے معاش کا انحصار ان کے مویشیوں پر تھا۔ اِن ہی کا وہ دودھ پیتے تھے اور ان ہی کا وہ گوشت کھاتے تھے۔ چنانچہ اِن مویشیوں کی ہلاکت اور بعض حالات میں حکام کی طرف سے اِن کی ضبطی کے نتیجہ میں وسیع پیمانے پر قحط کی سی صورتِ حال پیدا ہو گئی جو لاکھوں قازقوں اور خاص کر بچوں اور بوڑھوں کی ہلاکت کا سبب بنی۔

قازقستان کے موجودہ صدر نور سلطان نذر بائیف اپنی کتاب [Toward Sovereignty and Freedom] میں اِس عہد کے مصائب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۳ء تک کے عرصہ میں قازق کمیونسٹ پارٹی کے فرسٹ سیکرٹری F.I. Goloshcheken بار بار کہا کرتے: قازقستان میں کسی کے پاس بھیڑ، بکری اور گائے کی قسم کا کوئی جانور نہیں ہونا چاہیے۔ چنانچہ عملی طور پر قازقوں کے مویشی اِن سے چھین لیے گئے اور جو بچ رہے، اُنہیں چھپانے کے لیے وہ مسلسل ایک جگہ سے دوسری جگہ اُنہیں ہنکائے جا رہے تھے۔ انجام کار مویشی اور اِن کے مالکان دونوں ہی بھوک پیاس سے ہلاک ہو گئے"۔

قازقوں کے مقابلے میں دوسری نسلی قومیتوں کی آبادی میں اس دوران اضافہ ہوا۔ خاص کر سلاف اور جرمن نسلوں کی آبادی میں تو بے پناہ اضافہ ہوا۔ بیس سالوں کے بعد ۶۰ کی دہائی سے قازقوں کی آبادی میں پھر سے اضافہ ہونا شروع ہو گیا۔ اور اِس وقت سے اب تک ملک کی قازق آبادی مسلسل بڑھ رہی ہے۔

۱۹۴۰ء میں قازقستان میں بچوں میں فی ہزار شرح اموات ۳ء۱۷۷ تھی۔ شاید اس کی وجہ وہ قحط اور غربت تھی جو قازقوں کے مویشی اور ریوڑ چھن جانے کے بعد ملک میں پھیل گئی تھی۔ ۱۹۹۲ء میں

بچوں میں اموات کی شرح گھٹ کر ۲۶٫۱ [فی ہزار] رہ گئی۔

وسطی ایشیا کی تمام ریاستوں میں قازقستان میں آبادی میں اضافے کی شرح سب سے کم ہے۔ یہاں آبادی میں اوسط شرح اضافہ ۱٫۱ فیصد ہے۔ [اگرچہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ قازقستان میں شرح اموات میں بھی مسلسل کمی ہو رہی ہے۔] قازقستان میں رشتہ ازدواج میں بندھ جانے والے جوڑوں کی تعداد میں کمی ہو رہی ہے۔ ۱۹۸۹ء میں قازقستان کے ہر ہزار شہریوں میں ۱۰ افراد شادی شدہ تھے۔ جبکہ ۱۹۹۲ء میں فی ہزار افراد میں شادی شدہ افراد کی شرح ۸٫۷ رہ گئی۔ اس کے برعکس طلاق کی شرح میں اضافہ ریکارڈ کیا جا رہا ہے۔ ۱۹۸۹ء میں ہر ایک ہزار شادی شدہ افراد میں ۲٫۸ طلاق یافتہ تھے جبکہ ۱۹۹۲ء میں فی ہزار طلاق یافتہ افراد کی یہ شرح بڑھ کر ۳ ہو گئی۔

قازقستان کی آبادی میں مختلف عمروں کے گروہوں کی تقسیم یوں ہے:

۱۔	۱۵ سال سے کم عمر والے	۳۳ فیصد
۲۔	۱۵ سال سے ۵۴ سال تک	۵۵ فیصد
۳۔	۵۵ سال اور اس سے اوپر کی عمر والے	۱۲ فیصد

۱۹۴۰ء میں قازقستان میں عورتوں اور مردوں کی تعداد برابر تھی۔ اور دونوں میں سے ہر ایک گروپ ملک کی مجموعی آبادی کا پچاس فیصد بنتا تھا۔ ۱۹۸۰ء میں مردوں کی تعداد کم ہو کر ۴۸ فیصد ہو گئی جبکہ عورتوں کی تعداد بڑھ کر ۵۲ فیصد ہو گئی۔ ۱۹۹۳ء کے اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۸۰ء کے اعداد و شمار میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہے۔ فی کلومیٹر (مربع) آبادی کے لحاظ سے قازقستان کا شمار غیر گنجان آباد علاقوں میں ہوتا ہے۔ یہاں ایک مربع کلومیٹر میں صرف ۶٫۱ اشخاص رہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ فی مربع کلومیٹر آبادی سے متعلق یہ عدد [۶٫۱] محض اوسط ہے۔ ورنہ ملک میں ایسے بھی علاقے ہیں جہاں فی مربع کلومیٹر آبادی اس سے کہیں کم ہے اور دوسری طرف ایسے شہری علاقے بھی ہیں جہاں فی مربع کلومیٹر آبادی اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔

قازقستان کے دارالحکومت الماآتا کی آبادی ۱۹۴۰ء میں دو لاکھ تئیس ہزار چھ سو (۲۲۳۶۰۰) تھی جبکہ ۱۹۵۰ء میں یہاں کی آبادی بڑھ کر ۲ لاکھ چھہتر ہزار (۲۷۶۰۰۰) ہو گئی۔ ۱۹۸۰ء میں الماآتا کی آبادی نو لاکھ چونتیس ہزار چھ سو (۹۳۴۶۰۰)، ۱۹۸۵ء میں دس لاکھ پینتالیس ہزار (۱۰۴۵۰۰۰)، ۱۹۹۰ء میں گیارہ لاکھ اکاون ہزار تین سو (۱۱۵۱۳۰۰) اور ۱۹۹۳ء میں گیارہ لاکھ ستانوے ہزار نو سو (۱۱۹۷۹۰۰) ہو گئی۔

قازق قومیّت کے عناصر ترکیبی

قازقستان کے قومی ھیکل کی سب سے نمایاں خصوصیّت یہ ہے کہ اِس کی خمیر میں انواع واقسام کی نسلی قومیّتیں شامل ہیں جن کی تعداد ایک سو تک پہنچتی ہے۔ روسی قازق باشندوں کے بعد دوسری بڑی قومیّت ہیں۔ یہ ۱۹۹۳ء کی مردم شماری کے مطابق کل آبادی کا ۳۶،۴ فیصد ہیں۔ روسیوں کی اکثریت صنعتی علاقوں، دارالحکومت الماآتا اور ملک کے شمالی علاقوں میں رہائش پذیر ہے۔

قازقستان کی آبادی میں تغیر و تبدّل

سال	کل آبادی	شہری آبادی (فیصد)	دیہی آبادی (فیصد)
۱۹۱۳ء	۵،۵۹۷،۰۰۰	۱۰	۹۰
۱۹۲۰ء	۵،۴۰۰،۰۰۰	۷	۹۳
۱۹۲۲ء	۵،۳۶۷،۰۰۰	۹	۹۱
۱۹۲۶ء	۶،۰۲۵،۰۰۰	۹	۹۱
۱۹۳۹ء	۶،۰۸۲،۰۰۰	۲۸	۷۲
۱۹۴۰ء	۶،۱۴۷،۷۰۰	۲۹،۸	۷۰،۲
۱۹۵۰ء	۶،۵۹۱،۶۰۰	۳۷،۶	۶۲،۴
۱۹۵۹ء	۹،۲۹۵،۰۰۰	۴۴	۵۶
۱۹۶۰ء	۹،۷۵۴،۸۰۰	۴۴،۳	۵۵،۷
۱۹۷۰ء	۱۲،۱۹۹،۵۰۰	۵۰،۲	۴۹،۸
۱۹۸۰ء	۱۴،۸۳۱،۸۰۰	۵۴،۲	۴۵،۸
۱۹۸۵ء	۱۵،۷۳۹،۲۰۰	۵۶	۴۴
۱۹۹۰ء	۱۶،۶۹۰،۳۰۰	۵۷،۴	۴۲،۶
۱۹۹۱ء	۱۶،۷۹۳،۱۰۰	۵۷،۶	۴۲،۴
۱۹۹۲ء	۱۶،۹۶۳،۶۰۰	۵۷،۶	۴۲،۴
۱۹۹۳ء	۱۶،۹۸۵،۷۰۰	۵۷،۲	۴۲،۸

مصدر: Demograficeskiy Ejegodnik Kazahstan, Almati, 1993

زاروں کے عہد سے ہی اختیار کردہ روسی کوسکوں کو نو مفتوحہ علاقوں میں آباد کرنے کی پالیسیاں، دوسری عالمی جنگ کے دوران جنگ زدہ علاقوں سے صنعتوں اور کارخانوں کی قازقستان منتقلی اور نتیجتاً ان صنعتوں کو چلانے کے لیے روسی ماہرین کی درآمد اور دیگر کئی اسباب کی بنا پر قازقستان میں دوسری قومیتّوں کی نسبت روسیوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے۔

۱۹۲۶ء میں قازقستان میں آباد روسی مجموعی آبادی کا ۱۹٫۷ فیصد بنتے تھے۔ لیکن ان کی تعداد ۱۹۵۹ء میں یکدم بڑھ گئی۔ اور وہ مجموعی آبادی کا ۴۲٫۷ فیصد ہو گئے۔ سوویت یونین کے زوال سے ایک سال قبل ۱۹۸۹ء میں قازقستان میں آباد روسیوں کی کل تعداد باسٹھ لاکھ تھی اور مجموعی آبادی میں ان کی نسبت ۳۸٫۰۰ فیصد تھی۔

سوویت یونین کے انہدام اور یونین جمہوریاؤں کی آزادی کے بعد معاشرتی، معاشی اور سیاسی اسباب و وجوہات کے پیش نظر نوآزاد وسط ایشیائی جمہوریاؤں سے روسی شہریوں نے ہجرت کرنا شروع کر دی۔ ۱۹۹۱ء - ۱۹۹۲ء کے دوران صرف قازقستان سے ہجرت کرنے والے روسیوں کی تعداد ایک لاکھ سات ہزار چھ سو پچاس (۱۰۷۶۵۰) تھی۔ بڑی تعداد میں قازقستان سے روسیوں کی اس ہجرت کے نتیجے میں ۱۹۹۳ء کی مردم شماری کے اعداد و شمار کے مطابق ملک میں روسی آبادی کی شرح ۳۸ فیصد (۱۹۸۹ء) سے کم ہو کر ۳۶٫۴ فیصد ہو گئی۔ اس کے باوجود ۶۰ لاکھ کے قریب روسی شہری ابھی بھی قازقستان میں آباد ہیں۔

فی ہزار افراد میں نکاح اور طلاق کی اوسط

سال	نکاح	طلاق
۱۹۷۰ء	۹٫۵	۱٫۶
۱۹۸۰ء	۱۰٫۶	۲٫۶
۱۹۸۵ء	۱۰٫۱	۲٫۶
۱۹۸۹ء	۱۰٫۰	۲٫۸
۱۹۹۰ء	۹٫۸	۲٫۶
۱۹۹۱ء	۹٫۸	۲٫۹
۱۹۹۲ء	۸٫۷	۳٫۰

مصدر: Demograficeskiy Ejegodnik Kazahstan, Almati, 1993

قازقستان کی قومیتیں (تعداد ہزاروں میں ہے)

سال / اہم قومیتیں	۱۹۲۶ء		۱۹۳۹ء		۱۹۵۹ء		۱۹۷۰ء		۱۹۷۹ء		۱۹۸۹ء		۱۹۹۰ء		۱۹۹۳ء	
	تعداد	فیصد تناسب	تعداد	فیصد تناسب	تعداد	فیصد تناسب	تعداد	فیصد تناسب	تعداد	فیصد تناسب	تعداد	فیصد تناسب	تعداد	فیصد تناسب	تعداد	فیصد تناسب
قازق	۳۷۱۳	۵۷٫۱	۲۳۰۰	۳۷٫۹	۲۷۸۷	۳۰٫۰	۴۲۳۴	۳۲٫۶	۵۲۸۹	۳۶	۶۵۳۵	۳۹٫۷	۶۷۰۰	۴۰٫۳	۷۲۹۶	۴۳٫۲
روسی	۱۲۸	۱۹٫۷	۲۴۳	۳۰٫۲	۳۹۷۴	۴۲٫۷	۵۵۲۲	۴۲٫۴	۵۹۹۱	۴۰٫۸	۶۲۲۷	۳۷٫۸	۶۲۴۱	۳۷٫۶	۶۱۶۸	۳۶٫۳
جرمن	۵۱	۰٫۸	۹۲	۱٫۵	۶۶۰	۷٫۱	۸۵۸	۶٫۶	۹۰۰	۶٫۱	۹۵۷	۵٫۸	۹۱۷	۵٫۵	۶۹۶	۴٫۱
یوکرینی	۸۶۱	۱۳٫۲	۶۵۶	۱۰٫۸	۷۶۱	۸٫۲	۹۳۳	۷٫۲	۸۹۸	۶٫۱	۸۹۶	۵٫۴	۸۹۳	۵٫۴	۸۲۵	۵٫۱
تاتار	۸۱	۱٫۲	۱۰۷	۱٫۸	۱۹۲	۲٫۱	۲۸۸	۲٫۲	۳۱۳	۲٫۱	۳۲۸	۲	۳۳۳	۲	۳۳۵	۰
ازبک	۲۱۳	۳٫۳	۱۰۲	۱٫۷	۱۳۶	۱٫۴	۲۶۱	۱٫۷	۲۶۳	۱٫۸	۳۳۲	۲	۳۴۰	۲	۳۶۴	۲٫۲
بیلوروسی	۲۶	۰٫۳	۳۱	۰٫۵	۱۰۷	۱٫۲	۱۹۸	۱٫۵	۱۸۱	۱٫۲	۱۸۳	۱٫۱	۱۸۲	۱٫۱	۱۸۱	۱٫۱

مصدر: Demograficeskiy Ejegodnik Kazahstan, Almati, 1993

دارالحکومت الماآتا میں روسیوں کی تعداد چھ لاکھ چونسٹھ ہزار پانچ سو چالیس (۶۶۴۵۴۰) ہے۔ وہ الماآتا کی مجموعی آبادی کا ۵۵٫۶ فیصد بنتے ہیں۔ روسیوں کے مقابلے میں دارالحکومت میں آباد قازق شہریوں کی تعداد دولاکھ ستانوے ہزار آٹھ سو اکاون (۲۹۷،۸۵۱) ہے۔ قازق الماآتا کی مجموعی آبادی کا اِس وقت ۲۵٫۴ فیصد ہیں۔ دارالحکومت کی باقی بیس فیصد کے قریب آبادی دوسری قومیتّوں کے افراد پر مشتمل ہے جن میں تاتاری، یوکرینی، ازبک، بیلوروسی، جرمن وغیرہ شامل ہیں۔

قازقستان کے نسلی ڈھانچے کے درج بالا تجزیہ سے اگرچہ یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ یہاں کے اصل باشندے یعنی خود قازق اپنے ہی ملک میں اقلیّت میں ہیں لیکن اگر قازقستان میں آباد دوسری مسلمان قومیتّوں کی تعداد ملا کر قازقستان کی آبادی کو مسلم اور غیر مسلم کی بنیاد پر تقسیم کیا جائے تو یہاں کی مسلم آبادی بہرحال پچاس فیصد سے زیادہ ہے۔ مسلم اور غیر مسلم کی تقسیم نہ صرف معاشرتی استحکام کی ضامن ہوگی بلکہ عملی طور پر کئی ایک پیچیدگیوں سے بچاؤ کا ذریعہ بھی ہوگی۔

اِس وقت وسطی ایشیا کی تمام نوآزاد ریاستوں کے دارالخلافوں کی آبادیوں میں روسیوں کو غلبہ حاصل ہے۔ زار شاہی اور سوویت عہد میں اِن ریاستوں کو روسیانے [Russification] کی مہم کا ایک اہم حصّہ اِن کے ثقافتی اور سیاسی مراکز میں زندگی کے ہر شعبے پر روسیوں کی بالادستی کا قیام تھا۔ الماآتا کے علاوہ آج تاشقند، بشکک، عشق آباد [اشک آباد؟] اور دوشنبے بھی روسی ثقافتی غلبے کا شکار ہیں۔ قازق حکّام اِس بات سے تو نااُمید ہیں کہ الماآتا کی ثقافتی شناخت [جو روسی ہے] کو بدلا جاسکتا ہے۔ لیکن وہ اِس بارے میں پُرعزم ہیں کہ قازق دارالحکومت کو قازق ثقافتی شناخت کا ہی حامل ہونا چاہیے۔ چنانچہ قازق حکّام سنجیدگی سے سوچ رہے ہیں کہ الماآتا کی بجائے اکمولا کو جمہوریہ کا دارالخلافہ بنا دیا جائے۔ چونکہ روسیوں کی نسبت قازقوں اور دیگر مسلمان قومیتّوں میں شرحِ پیدائش زیادہ ہے اِس لیے اُمید ہے کہ مستقبل قریب میں مسلمانوں کو ملک میں واضح اکثریت حاصل ہوجائے گی۔

ترجمہ: محمد الیاس خان